Shamsul Arfin
Asst prof (Guest faculty)
Dept.of Urdu
Study material for
B.A part2, lecture 2

مثنوی سحرالبیان میں پلاٹ نگاری

سحرالبیان کا قصہ بڑا ہی دلچسپ ہے ۔ تمام واقعات فطری طور پر ایک دوسرے سے ربط رکھے ہوئے ہیں۔ واقعات کے درمیان کہیں بھی خلاء یا کھانچہ نہیں جس سے بے ربطی ہو۔قِصّہ فرضی ہوتے ہوئے بھی دلچسپ ہے ۔ میر حسن کا انداز نرالا ہے ۔میر شیر علی افسوس نے اس دیباچے میں سچ ہی لکھا ہے کہ **"کیونکہ فصاحت و بلاغت کا اس میں دریا بہا ہے"**

انداز بیان فرضی قصے کو حقیقی قصہ بنا دیا ہے۔ واقعات میں ایسی روانی اور تسلسل ہے کہ قاری کو کوئی دقت نہیں ہوتی۔ میر حسن نے خود اپنے انداز بیان کو سراہا ہے انہیں اپنے آپ پر فخر ہے۔

ذرا منصفو داد کی ہے یہ جا
کہ دریا سخن کا دیا ہے بہا
زبس عمر کی اس کہانی میں صرف
تب ایسے یہ موتی سے نکلے ہیں حرف
نئی طرز ہے اور نئی ہے زبان
نہیں مثنوی ہے یہ سحرالبیان

میر حسن نے فطری انداز میں ہر واقعات کو بیان کیا ہے ۔ شہزادہ اپنی چھت پر سویا ہوا ہے ماہ رخ پری کا گزر ادھر سے ہوتا ہے ۔شہزادے کو دیکھ کر اس پر فدا ہونا فطری سی بات ہے۔
یہ اشعار ملاحظہ ہو:۔

بھبھوکا سا دیکھا جو اس کا بدن
جلا آتشِ عشق سے اس کا تن
ہوئی لاکھ جی سے وہ اس پر نثار
وہ تخت اپنا لائی ہوا سے اتار
دوپٹے کو اس مہ کے منہ سے اٹھا

دیا گال سے گال اپنا ملا

جب بدرمنیر کی ملاقات بے نظیر سے ہوتی ہے اس وقت کا منظر ملاحظہ فرمایئے۔ کتنی حقیقی انداز ہے:۔

وہ بیٹھی عجب ایک انداز سے
بدن کو چرائے ہوئے ناز سے
منہ آنچل سے اپنا چھپائے ہوئے
لجائے ہوئے شرم کھائے ہوئے
پسینہ پسینہ ہوا سب بدن
کہ جو شبنم آلودہ ہو یاسمن

دو دھڑکتے ہوئے اور جوان دلوں کا پہلی بار ملنا یہی کیفیت ہوتی ہے۔ اسی انداز نے میر حسن کو لازوال کر دیا۔ فرضی پلاٹ ہوتے ہوئے بھی حقیقی ہے۔